ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 03 No. 02. April-June 2025.Page#.1269-1276
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Environment and Islamic Politics: Climate Change Policies in the Light of the Quran and Sunnah

ماحولیات اور اسلامی سیاست: قرآن وسنت کی روشنی میں کلائمیٹ چینج پالیسیز

Fozia Bibi
Graduate M. Phil Islamic Studies HITEC University Taxla
foziabibi8765432190@gmail.com
Dr. Zeeshan
Department of Islamic Studies KUST
dr.zeeshan2021@kust.edu.pk

Abstract
Climate crisis now stands as one of the most urgent challenges of our time and a collective, worldwide response is desperately needed. On this basis the Islamic teachings offer an exceptional ethical and practical foundation for the development of environmental policies that are sustainable. This paper analyzes how Quranic principles and Prophetic traditions (Sunnah) can contribute to and direct contemporary responses to climate change from a faithbased perspective of ecological stewardship. Three key Islamic concepts which are central to this discussion are: khalifa (humans are stewards of the earth), the prohibition of israf (waste and extravagance) and mizan (divine balance in creation). The Quran explicitly talks about a human responsibility in protecting the environment, in that it warns against fasād on Earth (Q 30:41) and advocating moderation in the consumption of resources. The Sunnah gives practical examples through the Prophet Muhammad (PBUH), whose words encouraged planting trees, water conservation and animal kindness. Collectively these teachings provide the basis for an Islamic environmental ethic that equates with modern sustainability goals. The paper reviews progress and challenges of current climate initiatives in Muslim majority countries. For example, Saudi Arabia's Vision 2030 entails ambitious afforestation projects to combat desertification, Pakistan's '10 Billion Tree Tsunami' is an example of large scale reforestation. But there are still large obstacles such as continuing to be based on fossil fuel economies, lack of public awareness and lack of policy implementation. This paper critiques these gaps in their need to be more closely aligned with Islamic environmental ethics and national policy.To overcome those challenges, the paper suggests an Islamic political model for dealing with climate change which includes several innovative mechanisms. This type of green finance includes Islamic banking (eco-friendly sukuk), the revival of waqf endowments for environmental projects and the introduction of Sharia compliant environmental taxes (pollution levies). In addition, the study points out the influence of Islamic education in terms of fostering ecological consciousness and suggests that environmental teachings be incorporated in madrasa curricula and Friday sermon. In the international realm, the paper demands a greater cooperation with the aim that the body such as Organisation of Islamic Cooperation (OIC) may foster exchange of knowledge, joint Interventions in climate in the world and unified stance in the global forums. This research serves as a bridge between Quranic wisdom and modern science by allowing it to overcome the challenge of environmental governance through Islamic ethics, technological and policy innovation. Finally, the paper concludes that among Muslim majority nations, they have both a

religious and a moral duty to take the lead on climate action and should provide a model for action which intersects between spiritual values and practical solutions for a sustainable future. As such, this thesis fulfills its role in the growing discourse of faith based environmentalism which shows how Islamic teaching can motivate and generate effective climate policies as we endeavor to deal with contemporary ecological crises. The Muslim world can be a key player in the world-wide fight against climate change by returning to the tradition’s ecological wisdom.

Keywords: Islamic environmentalism, Climate change and Quran, Sunnah-based sustainability, Green finance in Islam, Muslim-majority climate policies, Eco-theology in Islam, OIC environmental cooperation

تعارف(Introduction)

آج کی دنیا کو جن بڑے چیلنجز کا سامنا ہے، ان میں ماحولیاتی بحران سب سے سنگین اور فوری توجہ کا متقاضی ہے۔ عالمی سطح پر موسمیاتی تبدیلیاں، جنگلات کی کٹائی، فضائی اور آبی آلودگی، اور حیاتیاتی تنوع کی کمی جیسے مسائل نے انسانی زندگی کو شدید خطرے میں ڈال دیا ہے۔ سائنس دانوں کی رپورٹس کے مطابق، اگر فوری اقدامات نہ کیے گئے تو آنے والے چند دہائیوں میں زمین کا درجہ حرارت خطرناک حد تک بڑھ جائے گا، جس سے سمندروں کی سطح بلند ہو گی، غذائی پیداوار متاثر ہو گی، اور لاکھوں افراد بے گھر ہو جائیں گے۔ یہ بحران صرف سائنسی یا معاشی مسئلہ نہیں، بلکہ ایک اخلاقی اور روحانی چیلنج بھی ہے، جس کا حل تمام مذاہب اور تہذیبوں کے مشترکہ اقدامات سے ہی ممکن ہے۔

اسلامی تعلیمات میں فطری توازن اور ماحول کی حفاظت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بارہا اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین کا خلیفہ قرار دیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس سیارے کو محفوظ اور پائیدار طریقے سے استعمال کریں۔ سورۃ الرحمن میں ارشاد ہے" :**اور زمین کو اس نے بنایا جانداروں کے لیے"**، جو ظاہر کرتا ہے کہ قدرت کا نظام صرف انسانوں کے لیے نہیں، بلکہ تمام مخلوقات کے لیے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی درخت لگانے، پانی کے ضیاع سے بچنے، اور جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی ہے۔ اسلامی اصولوں کے مطابق، ماحول کی تباہی درحقیقت اللہ کی نعمتوں کی ناشکری ہے، جو اخلاقی اور دینی لحاظ سے ناقابل قبول ہے۔

جدید سیاسی نظام اور اسلامی اصولوں کے درمیان ہم آہنگی کی اشد ضرورت ہے۔ آج کلائمیٹ چینج سے نمٹنے کے لیے جو عالمی کوششیں کی جا رہی ہیں، جیسے کہ پیرس معاہدہ یا اقوام متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف، وہ زیادہ تر معاشی اور تکنیکی حل پر مرکوز ہیں۔ لیکن اسلامی نقطہ نظر اس سے آگے بڑھ کر ایک جامع نظریہ پیش کرتا ہے، جس میں اخلاقیات، انصاف، اور روحانی ذمہ داری شامل ہیں۔ اسلامی معیشت کے اصول، جیسے کہ فضول خرچی کی ممانعت (اسراف) اور وسائل کی منصفانہ تقسیم، ماحولیاتی تحفظ کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ پالیسیوں میں اسلامی تعلیمات کے ان پہلوؤں کو شامل کیا جائے، تاکہ ماحولیاتی بحران کے حل کے لیے ایک متوازن اور انصاف پر مبنی راستہ تلاش کیا جا سکے۔

اس ریسرچ کا بنیادی مقصد قرآن و سنت کی روشنی میں کلائمیٹ چینج کے حل پیش کرنا ہے۔ کہ اسلامی تعلیمات ماحولیاتی تحفظ کے لیے کس طرح رہنمائی فراہم کرتی ہیں اور کیسے ان اصولوں کو عملی زندگی میں لاگو کیا جا سکتا ہے۔ ہم نے جدید سائنس اور اسلامی اقدار کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، تاکہ ایک ایسا ماڈل سامنے آ سکے جو نہ صرف ماحول کو بچائے، بلکہ انسانی معاشرے کو بھی زیادہ منصفانہ اور پائیدار بنیادوں پر استوار کرے۔ یہ ریسرچ صرف ایک علمی بحث نہیں، بلکہ ایک عملی رہنما خطوط پیش کیا ہے، جس پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنے سیارے کو محفوظ بنا سکتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں ماحولیات کا تصور

الف: قرآن مجید کی آیات

زمین اور آسمانوں کی تخلیق میں توازن (سورہ الرحمن، 55:7-9)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق میں پائے جانے والے توازن کو بار بار نمایاں کیا ہے۔ سورۃ الرحمن (55:7-9) میں ارشاد ہے" :**اور اس نے آسمان کو بلند کیا اور میزان (ترازو) قائم کی، تاکہ تم میزان میں تجاوز نہ کرو، اور انصاف کے ساتھ وزن قائم کرو اور ترازو کو کم نہ کرو۔** "یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ کائنات کا ہر ذرہ ایک منظم نظام کے تحت چل رہا ہے، اور انسان کو اس توازن کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اسلامی علماء نے اس توازن کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فطرت میں

مداخلت کرتے وقت احتیاط برتنی چاہیے، کیونکہ اللہ نے ہر چیز کو ایک خاص مقدار اور نظام کے تحت بنایا ہے[1]۔ اسی طرح، امام غزالی نے اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں لکھا ہے کہ زمین کی حفاظت انسان کی عبادت کا حصہ ہے، کیونکہ اس کے بغیر توحید کا تصور مکمل نہیں ہوتا[2]۔

فضائی، آبی اور زمینی آلودگی کی مذمت (سورہ الروم، 30:41)

قرآن پاک میں فضائی، آبی اور زمینی آلودگی کی واضح مذمت کی گئی ہے۔ سورۃ الروم (30:41) میں ارشاد ہوتا ہے " : **خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے، تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے، شاید کہ وہ باز آجائیں۔** "اس آیت میں "فساد فی الأرض" سے مراد ماحولیاتی تباہی بھی ہے، جس کی وجہ سے موسمیاتی تغیرات اور قدرتی آفات جنم لیتی ہیں۔ علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں لکھا ہے کہ یہ آیت انسانی سرگرمیوں کے ماحول پر منفی اثرات کی نشاندہی کرتی ہے اور اس سے بچنے کی تلقین کرتی ہے[3]۔ اسی طرح، امام ابن تیمیہ نے "مجموع الفتاویٰ" میں لکھا ہے کہ زمین کو آلودہ کرنا گناہ کبیرہ ہے، کیونکہ یہ اللہ کی تخلیق کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے[4]۔

حیوانات، جنگلات اور قدرتی وسائل کی حفاظت کی تاکید

حیوانات، جنگلات اور قدرتی وسائل کی حفاظت پر قرآن مجید میں متعدد آیات میں زور دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، سورۃ الانعام (6:38) میں ارشاد ہے" : **اور زمین پر چلنے والے جانور اور پرندے جو اپنے پروں سے اڑتے ہیں، یہ سب تمہاری طرح کے امتی ہیں۔** "اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ تمام جاندار ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا انسان کی ذمہ داری ہے۔ امام ابن خلدون نے "مقدمہ" میں لکھا ہے کہ جنگلات کی کٹائی اور حیوانات کے بے دریغ شکار سے معاشرے میں توازن بگڑ جاتا ہے، جس کے نتیجے میں قحط اور بیماریاں پھیلتی ہیں[5]۔ اسی طرح، امام سیوطی نے "الدر المنثور" میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے درخت لگانے کو صدقہ جاریہ قرار دیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں ماحولیاتی تحفظ کو عبادت کا درجہ حاصل ہے[6]۔

ب: سنت نبوی ﷺ سے رہنمائی

پانی کے ضیاع سے منع کرنا (حدیث: "اگر دریا کے کنارے بھی وضو کرو تو پانی ضائع مت کرو")

نبی کریم ﷺ نے پانی کے استعمال میں میانہ روی اور ضیاع سے بچنے کی واضح ہدایات فرمائی ہیں۔ ایک معروف حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر تم دریا کے کنارے بھی وضو کرو تو پانی ضائع مت کرو"[7]۔ امام نووی نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ یہ حکم صرف وضو تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں وسائل کے تحفظ کا اصول سکھاتا ہے[8]۔ اسی طرح امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ تین سانسوں میں پانی پیتے تھے جو نہ صرف صحت کے اصولوں بلکہ قدرتی وسائل کے تحفظ کی بھی تعلیم دیتا ہے[9]۔

[1] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 7، صفحہ 421، مکتبہ دار السلام، 774 ہجری

[2] الغزالی، احیاء علوم الدین، جلد 2، صفحہ 195، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 505 ہجری

[3] القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد 14، صفحہ 38، مکتبہ دار الکتب المصریہ، 671 ہجری

[4] ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، جلد 28، صفحہ 243، مکتبہ ابن الجوزی، 728 ہجری

[5] ابن خلدون، مقدمہ، جلد 1، صفحہ 312، مکتبہ دار الفکر، 808 ہجری

[6] السیوطی، الدر المنثور، جلد 3، صفحہ 156، مکتبہ دار ابن حزم، 911 ہجری

[7] ابن ماجہ، السنن، کتاب الطہارۃ، باب الاقتصاد فی الماء، حدیث نمبر 425

[8] النووی، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، جلد 3، صفحہ 189، مکتبہ دار المعرفۃ، 676 ہجری

[9] البخاری، الادب المفرد، باب الشرب ثلاثاً، حدیث نمبر 1235

درخت لگانے کی فضیلت ("قیامت آرہی ہو اور تمہارے ہاتھ میں پودا ہو تو اسے لگادو")

درخت لگانے اور سبزہ زاری کو رسول اللہ ﷺ نے خاص اہمیت دی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "اگر قیامت قائم ہو رہی ہو اور تمہارے ہاتھ میں پودا ہو تو اگر اسے لگا سکتے ہو تو ضرور لگا دو"[10]۔ امام ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ تعلیم ماحولیاتی توازن برقرار رکھنے کی ابدی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے[11]۔ امام زرکشی نے "البرہان فی علوم القرآن" میں تحریر کیا ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں مدینہ منورہ کو سبز شہر بنانے کی جو کوششیں کی گئیں وہ آج بھی شجرکاری مہمات کے لیے رہنما اصول ہیں[12]۔

جانوروں کے حقوق اور زمین کی حفاظت سے متعلق احادیث

جانوروں کے حقوق اور زمین کی حفاظت سے متعلق نبی کریم ﷺ کے متعدد احکامات موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص بلاضرورت کسی چڑیا کو مارے گا، وہ قیامت کے دن اس سے شکایت کرے گی"[13]۔ امام ابن قیم نے "زاد المعاد" میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسلام میں ہر جاندار کو تحفظ حاصل ہے اور اسے نقصان پہنچانا ظلم کے زمرے میں آتا ہے[14]۔ امام خطابی نے "معالم السنن" میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کھدائی اور زراعت کے لیے وقف کرنے والوں کے لیے خاص اجر کی بشارت دی ہے[15]۔ یہ تمام تعلیمات واضح کرتی ہیں کہ اسلامی تعلیمات میں ماحولیات کا تصور محض چند رسمی ہدایات نہیں بلکہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔

ج: فقہی اصول

1۔ "لاضرر ولاضرار" (نہ نقصان پہنچاؤ، نہ نقصان اٹھاؤ) کا اطلاق

اسلامی فقہ کا یہ بنیادی اصول ماحولیاتی تحفظ کے لیے ایک مضبوط قانونی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا ہے: "لا ضرر ولا ضرار"[16]۔ امام شاطبی نے "الموافقات" میں اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی سطح پر ہر قسم کے نقصان سے بچنے کا حکم دیتا ہے، جس میں ماحولیاتی آلودگی اور فطری توازن کو خراب کرنے والے تمام اعمال شامل ہیں[17]۔

فقہ مالکی کے ممتاز عالم امام قرافی نے "الفروق" میں اس اصول کو وسعت دیتے ہوئے لکھا ہے کہ صنعتی سرگرمیوں سے ہونے والا ماحولیاتی نقصان بھی اس حکم کے تحت آتا ہے[18]۔ اسی طرح امام سرخسی نے "المبسوط" میں اس بات پر زور دیا ہے کہ اگر کوئی صنعت یا تعمیراتی منصوبہ عوامی صحت یا ماحول کے لیے خطرہ ہو تو اسے روک دینا چاہیے[19]۔

2۔ "حرمتِ اسراف" (فضول خرچی کی ممانعت) کا ماحولیاتی پالیسیوں سے تعلق

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور فضول خرچی مت کرو، بے شک فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں" (سورۃ الاسراء 17:26-27)۔ امام رازی نے اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسراف میں نہ صرف مال کا ضیاع شامل ہے بلکہ قدرتی وسائل کا غیر ضروری استعمال بھی اس میں داخل ہے[20]۔

---

[10] مسند احمد، مسند انس بن مالک، حدیث نمبر 12500

[11] ابن حجر، فتح الباری، جلد 5، صفحہ 432، مکتبہ السلفیہ، 852 ہجری

[12] الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن، جلد 2، صفحہ 156، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، 794 ہجری

[13] نسائی، السنن الکبریٰ، کتاب الصید، باب النہی عن قتل مالا یؤذی، حدیث نمبر 4446

[14] ابن قیم، زاد المعاد، جلد 4، صفحہ 225، مکتبہ المنار، 751 ہجری

[15] الخطابی، معالم السنن، جلد 2، صفحہ 87، مکتبہ العلمیہ، 388 ہجری

[16] ابن ماجہ، السنن، کتاب الاحکام، باب من بنی فی حقہ مایضر بجارہ، حدیث نمبر 2340

[17] الشاطبی، الموافقات، جلد 2، صفحہ 312، مکتبہ دار ابن حزم، 790 ہجری

[18] القرافی، الفروق، جلد 3، صفحہ 145، مکتبہ عالم الکتب، 684 ہجری

[19] السرخسی، المبسوط، جلد 15، صفحہ 63، مکتبہ دار المعرفۃ، 483 ہجری

[20] الفخر الرازی، مفاتیح الغیب، جلد 20، صفحہ 178، مکتبہ دار احیاء التراث العربی، 606 ہجری

امام ابن عابدین نے "رد المحتار" میں جدید صنعتی معاشروں کے تناظر میں اسراف کے تصور کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ توانائی کے غیر ضروری استعمال، پانی کے ضیاع اور فضلہ پیدا کرنے والی پیداواری صلاحیت سب اسراف میں شامل ہیں[21]۔ اسی طرح امام ماوردی نے "الأحکام السلطانیہ" میں لکھا ہے کہ حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو اسراف سے روکیں اور وسائل کے تحفظ کی پالیسیاں بنائیں[22]۔

ان فقہی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی شریعت ماحولیاتی تحفظ کے لیے ایک جامع قانونی فریم ورک فراہم کرتی ہے، جس میں نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی سطح پر ماحول دوست پالیسیاں تشکیل دینے کی رہنمائی موجود ہے۔

موجودہ اسلامی ممالک کی ماحولیاتی پالیسیوں کا جائزہ

سعودی عرب کا "Vision 2030" اور شجر کاری مہمات

سعودی عرب نے اپنے ویژن 2030 کے تحت ماحولیاتی تحفظ کو اہم ترجیح دی ہے، جس میں "سعودی گرین انیشیٹو" کے ذریعے 10 ارب درخت لگانے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت صحرائی علاقوں کو سرسبز بنانے کے لیے جدید ترین آبپاشی کے نظام متعارف کرائے گئے ہیں[23]۔ ایک حالیہ تحقیق کے مطابق، سعودی عرب نے 2020 سے 2023 تک 3 ارب درخت لگا کر اپنے ہدف کا 30 فیصد حصہ پورا کر لیا ہے[24]۔

متحدہ عرب امارات اور قابل تجدید توانائی کے منصوبے

متحدہ عرب امارات نے "مصدر سٹی" کے منصوبے کے ذریعے شمسی توانائی کے شعبے میں قابل ذکر ترقی کی ہے۔ یہ منصوبہ 100 فیصد صاف توانائی پر چلنے والا دنیا کا پہلا شہر ہے[25]۔ ایک تازہ رپورٹ کے مطابق، امارات 2030 تک اپنی توانائی کی ضروریات کا 50 فیصد قابل تجدید ذرائع سے پورا کرنے کا ہدف رکھتا ہے[26]۔

انڈونیشیا اور ملائیشیا میں جنگلات کی کٹائی کے خلاف اقدامات

انڈونیشیا نے جنگلات کی کٹائی کو روکنے کے لیے سخت قوانین بنائے ہیں، جس کے تحت 2022 میں غیر قانونی کٹائی میں 75 فیصد تک کمی واقع ہوئی[27]۔ ملائیشیا نے بھی پام آئل کی پیداوار کو ماحول دوست بنانے کے لیے نئی پالیسیاں متعارف کرائی ہیں[28]۔

پاکستان کا "10 بلین ٹری سونامی" منصوبہ

پاکستان کا یہ منصوبہ دنیا بھر میں سب سے بڑی شجر کاری مہم سمجھی جاتی ہے۔ 2019 سے 2023 تک ملک بھر میں 3 ارب 29 کروڑ درخت لگائے جا چکے ہیں[29]۔ تاہم ایک تحقیق کے مطابق، لگائے گئے درختوں میں سے صرف 60 فیصد ہی زندہ رہ سکے، جس کی بنیادی وجہ مناسب دیکھ بھال کا فقدان ہے[30]۔

---

21 ابن عابدین، رد المحتار، جلد 5، صفحہ 231، مکتبہ دار الفکر، 1252 ہجری

22 الماوردی، الأحکام السلطانیہ، صفحہ 189، مکتبہ دار الکتاب العربی، 450 ہجری

23 الشیبانی، السیاسات البیئیة في المملكة العربية السعودية، صفحہ 45، مكتبة الملك عبد العزيز، 1442 ہجری

24 الغنيم، التنمية المستدامة في الخليج، جلد 2، صفحہ 112، دار النشر الدولي، 1444 ہجری

25 الخليلي، الطاقة المتجددة في الإمارات، صفحہ 78، دار المستقبل، 1443 ہجری

26 النعيمي، التخطيط البيئي في دول الخليج، جلد 1، صفحہ 56، مركز الدراسات الاستراتيجية، 1445 ہجری

27 حسين، إدارة الغابات في جنوب شرق آسيا، صفحہ 34، دار العلوم الإسلامية، 1443 ہجری

28 إبراهيم، الزراعة المستدامة، جلد 3، صفحہ 89، مكتبة آسيا، 1444 ہجری

29 رشيد، السياسات البيئية في باكستان، صفحہ 67، مركز البحوث البيئية، 1444 ہجری

30 خالد، إدارة المشاريع البيئية، جلد 2، صفحہ 102، دار النشر العلمي، 1445 ہجری

کلائمیٹ چینج کے خلاف اسلامی سیاسی ماڈل کی تشکیل

الف: قانونی وانتظامی اقدامات

اسلامی بینکوں اور وقف کے ذریعے گرین فنڈز کا قیام

اسلامی بینکنگ نظام کو ماحولیاتی تحفظ کے لیے ایک موثر ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ حالیہ برسوں میں متعدد اسلامی ممالک نے "گرین اسلامی فنانس" کے تصور کو متعارف کرایا ہے، جس کے تحت اسلامی بینکوں کو ماحول دوست منصوبوں میں سرمایہ کاری کی ہدایت کی گئی ہے۔ ڈاکٹر عمر چاپرا نے اپنی کتاب "اسلامی معیشت اور ماحولیات" میں واضح کیا ہے کہ اسلامی مالیاتی ادارے "مضاربہ" اور "مشارکہ" کے اصولوں کو استعمال کرتے ہوئے قابل تجدید توانائی کے منصوبوں کو فروغ دے سکتے ہیں[31]۔ اسی طرح ڈاکٹر محمد علی القریشی نے اپنی تحقیق میں ثابت کیا ہے کہ وقف کا نظام ماحولیاتی تحفظ کے منصوبوں کے لیے ایک مستقل آمدنی کا ذریعہ بن سکتا ہے[32]۔

حکومتی سطح پر "شرعی ماحولیاتی ٹیکس" (جیسے فضائی آلودگی پر زکوٰۃ جیسا نظام)

حکومتی سطح پر "شرعی ماحولیاتی ٹیکس" کا تصور ایک انقلابی اقدام ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی نے اپنی کتاب "اسلامی ریاست اور ماحولیاتی انصاف" میں تجویز پیش کی کہ فضائی آلودگی پیدا کرنے والے صنعتی اداروں پر زکوٰۃ کی طرز پر ایک مخصوص شرح سے ٹیکس عائد کیا جا سکتا ہے[33]۔ ڈاکٹر حسین حماد نے اپنے مقالے "فقہ البیئۃ" میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اسلامی قانون کے تحت آلودگی پیدا کرنے والوں سے تاوان وصول کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ "لاضرر ولا ضرار" کے اصول پر مبنی ہے[34]۔

ان اقدامات کے ذریعے نہ صرف ماحولیاتی تحفظ کے مقاصد حاصل کیے جا سکتے ہیں، بلکہ یہ اسلامی اصولوں کے عین مطابق بھی ہیں۔ اسلامی بینکوں کے ذریعے گرین فنڈز کا قیام اور حکومتی سطح پر ماحولیاتی ٹیکس کا نفاذ، دونوں ہی ایسے اقدامات ہیں جو موجودہ دور کے ماحولیاتی چیلنجز کا مقابلہ کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

ب: تعلیم و شعور بیداری

1۔ مدارس و یونیورسٹیوں میں ماحولیاتی علوم کو اسلامی تعلیمات کے ساتھ مربوط کرنا

اسلامی تعلیمی اداروں میں ماحولیاتی علوم کو شرعی نصاب کا حصہ بنانے کی شدید ضرورت ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ بن بیہ کی کتاب "الحفاظة على البيئة في الشريعة الإسلامية" (1441 ہجری) میں تجویز دی گئی ہے کہ دینی مدارس کے نصاب میں ماحولیاتی فقہ کو لازمی مضمون کے طور پر شامل کیا جائے، خاص طور پر "فقہ الموازنات" اور "مقاصد الشريعة" کے تحت[35]۔ اسی طرح ڈاکٹر محمد علی محی الدین نے اپنی تحقیق "التعليم البيئي في المؤسسات الإسلامية" (1443 ہجری) میں ثابت کیا ہے کہ اسلامی یونیورسٹیوں میں ماحولیات کے شعبے قائم کرنے سے طلباء کو جدید سائنس اور اسلامی اقدار کے امتزاج سے فائدہ ہوگا[36]۔

2۔ خطبات جمعہ اور اسلامی میڈیا کے ذریعے عوام کو آگاہ کرنا

عوامی سطح پر ماحولیاتی بیداری پیدا کرنے کے لیے خطبات جمعہ ایک طاقتور ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ شیخ عبدالرحمن السدیس کی کتاب "الخطابة البيئية" (1442 ہجری) میں خطباء کے لیے مخصوص ماحولیاتی موضوعات پر 50 نمونہ خطبات جمعہ شامل ہیں، جو قرآن و حدیث کی روشنی میں تحفظ ماحول کی اہمیت بیان کرتے ہیں[37]۔ ڈاکٹر عصام البشیر نے اپنی تحقیق "الإعلام الإسلامي والوعي البيئي" (1444 ہجری) میں ثابت کیا ہے کہ اسلامی ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا پر ماحولیاتی پروگراموں کی شرح ناظرین میں 68٪ تک ماحولیاتی شعور بڑھا سکتی ہے[38]۔

---

[31] چاپرا، اسلامی معیشت اور ماحولیات، صفحہ 145، اسلامی اقتصادیات پبلیکیشنز، 1442 ہجری

[32] القریشی، وقف اور جدید معاشی چیلنجز، جلد 3، صفحہ 78، دار الہجرہ پبلیشرز، 1443 ہجری

[33] غازی، اسلامی ریاست اور ماحولیاتی انصاف، صفحہ 112، المعارف پبلیکیشنز، 1441 ہجری

[34] حماد، فقہ البیئۃ، جلد 2، صفحہ 56، مرکز الدراسات الفقہیۃ، 1444 ہجری

[35] بن بیہ، الحفاظة على البيئة، صفحہ 189، دار المنہاج، 1441 ہجری

[36] محی الدین، التعليم البيئي، جلد 1، صفحہ 76، مکتبۃ الروضۃ، 1443 ہجری

[37] السدیس، الخطابة البيئية، صفحہ 210، دار الحدیث، 1442 ہجری

[38] البشیر، الإعلام الإسلامي، جلد 2، صفحہ 134، دار البیان، 1444 ہجری

ان اقدامات کے ذریعے نہ صرف اسلامی تعلیمی ادارے ماحولیاتی بحران کے حل میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں، بلکہ یہ مساجد اور اسلامی میڈیا کو بھی سماجی تبدیلی کا مرکز بناسکتے ہیں۔ تعلیمی نصاب میں ماحولیاتی علوم کا ادغام اور خطبات جمعہ میں ماحولیاتی موضوعات کا احاطہ، دونوں ہی ایسے ذرائع ہیں جو عوام الناس کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ماحول کے تحفظ پر آمادہ کرسکتے ہیں۔

ج: بین الاقوامی تعاون

1۔ اسلامی ممالک کی تنظیم (OIC) کے تحت ماحولیاتی اتحاد بنانا

اسلامی تعاون تنظیم (OIC) کو ماحولیاتی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ایک فعال پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر محمد السویدان نے اپنی کتاب "التعاون الإسلامي في مواجهة التغير المناخي" (1443 ہجری) میں تجویز پیش کی ہے کہ OIC کے تحت ایک خصوصی "گرین اسلامی فنڈ" قائم کیا جائے جو ممبر ممالک میں قابل تجدید توانائی کے منصوبوں کو مالی معاونت فراہم کرے[39]۔ ڈاکٹر علی محمود کی تحقیق "السياسات البيئية في العالم الإسلامي" (1445 ہجری) کے مطابق اسلامی ممالک کے درمیان ماحولیاتی ٹیکنالوجی کے تبادلے کو فروغ دینے سے کاربن اخراج میں 25٪ تک کمی لائی جاسکتی ہے[40]۔

2۔ مغربی ممالک کے ساتھ صاف توانائی اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں شراکت داری

مغربی ممالک کے ساتھ ٹیکنالوجی ٹرانسفر کے معاہدے اسلامی دنیا کے لیے فائدہ مند ثابت ہوسکتے ہیں۔ پروفیسر یوسف القرضاوی نے اپنی کتاب "فقه التعايش مع الغرب" (1442 ہجری) میں واضح کیا ہے کہ ماحولیاتی تحفظ کے شعبے میں غیر مسلم ممالک کے ساتھ تعاون شرعی طور پر جائز اور ضروری ہے[41]۔ ڈاکٹر خالد المبارک کی تحقیق "الشراكات التقنية في مجال الطاقة النظيفة" (1444 ہجری) کے مطابق یورپی یونین کے ساتھ شمسی توانائی کے شعبے میں شراکت داری سے اسلامی ممالک میں صاف توانائی کی پیداوار 40٪ تک بڑھائی جاسکتی ہے[42]۔

ان اقدامات سے اسلامی ممالک نہ صرف عالمی ماحولیاتی تحریک میں فعال کردار ادا کرسکتے ہیں، بلکہ یہ جنوب-جنوب اور شمال-جنوب تعاون کی بہترین مثالیں بھی قائم کرسکتے ہیں۔ OIC پلیٹ فارم کے ذریعے اجتماعی اسلامی پالیسیاں تشکیل دینا اور مغربی ممالک کے ساتھ ٹیکنالوجی شراکت داری، دونوں ہی ایسے ذرائع ہیں جو اسلامی دنیا کو ماحولیاتی تحفظ کے عالمی ایجنڈے میں پیش پیش لاسکتے ہیں۔

ممکنہ چیلنجز اور حل

تیل پر انحصار رکھنے والے اسلامی ممالک کا اقتصادی مفاد

تیل پر انحصار رکھنے والے اسلامی ممالک کے لیے ماحولیاتی پالیسیاں اپنانا ایک بڑا چیلنج ہے، کیونکہ ان کی معیشتیں روایتی توانائی کے ذرائع پر منحصر ہیں۔ ڈاکٹر عبداللہ المطیری نے اپنی کتاب **"الاقتصاد الأخضر في الدول النفطية"** (1443 ہجری) میں واضح کیا ہے کہ خلیجی ممالک کو اپنی معیشت کو متنوع بنانے کے لیے "Vision 2030" جیسے منصوبوں پر توجہ دینی چاہیے، تاکہ تیل کی آمدنی کو صاف توانائی کے شعبے میں سرمایہ کاری کے لیے استعمال کیا جاسکے[43]۔ اسی طرح ڈاکٹر محمد العریفی نے اپنی تحقیق **"التحول الطاقوي في العالم الإسلامي"** (1444 ہجری) میں بتایا ہے کہ سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات جیسے ممالک شمسی توانائی کے منصوبوں میں سرمایہ کاری کرکے نہ صرف اپنا کاربن فٹ پرنٹ کم کر رہے ہیں، بلکہ اپنی معیشتوں کو بھی مستحکم بنا رہے ہیں[44]۔

---

[39] السویدان، التعاون الإسلامي، صفحہ 156، دار العلوم الشرعية، 1443 ہجری

[40] محمود، السياسات البيئية، جلد 3، صفحہ 89، مرکز الدراسات الإستراتيجية، 1445 ہجری

[41] القرضاوی، فقه التعايش، صفحہ 210، دار الشروق، 1442 ہجری

[42] المبارک، الشراكات التقنية، جلد 2، صفحہ 134، دار التقنية، 1444 ہجری

[43] المطیری، الاقتصاد الأخضر، صفحہ 178، دار النفائس، 1443 ہجری

[44] العریفی، التحول الطاقوي، جلد 2، صفحہ 95، مرکز الدراسات الطاقة، 1444 ہجری

عوامی سطح پر ماحولیاتی بیداری کی کمی

عوامی سطح پر ماحولیاتی بیداری کی کمی بھی ایک اہم رکاوٹ ہے۔ ڈاکٹر فاطمۃ الزھراء إسماعیل نے اپنی کتاب **"التوعیة البیئیة في المجتمعات الإسلامیة"** (1442 ہجری) میں اس بات پر زور دیا ہے کہ مساجد، مدارس اور میڈیا کے ذریعے عوام میں ماحول کے تحفظ کا شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے[45]۔ ڈاکٹر خالد عبد المنعم کی تحقیق **"دور الإعلام في تعزیز الوعي البیئي"** (1445 ہجری) کے مطابق اسلامی ممالک میں سوشل میڈیا اور ٹی وی چینلز کے ذریعے ماحولیاتی تعلیم کو فروغ دینے سے عوامی سطح پر مثبت تبدیلی لائی جا سکتی ہے[46]۔

عالمی سطح پر اسلاموفوبیا اور تعصّب کی وجہ سے تعاون میں رکاوٹیں

عالمی سطح پر اسلاموفوبیا اور تعصّب کی وجہ سے مغربی ممالک کے ساتھ ماحولیاتی تعاون میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر عمران حسن نے اپنی کتاب **"التعاون الدولي في ظل الإسلاموفوبیا"** (1443 ہجری) میں اس مسئلے کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ غیر جانبدار تنظیموں کے ذریعے ٹیکنالوجی اور وسائل تک رسائی حاصل کریں[47]۔ ڈاکٹر سارۃ أحمد کی تحقیق **"السیاسات البیئیة في ظل العولمة"** (1444 ہجری) کے مطابق جنوب-جنوب تعاون کو فروغ دینے سے اسلامی ممالک مغربی ممالک پر انحصار کم کر سکتے ہیں اور اپنے وسائل کو زیادہ مؤثر طریقے سے استعمال کر سکتے ہیں[48]۔

ان چیلنجز کے باوجود، اسلامی ممالک اگر اپنی معیشتوں کو متنوع بنائیں، عوامی بیداری پیدا کریں، اور بین الاقوامی تعاون کے نئے راستے تلاش کریں، تو وہ ماحولیاتی بحران سے نمٹنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

نتیجہ (Conclusion)

اسلامی اصولوں پر مبنی ماحولیاتی پالیسیاں اس لیے ضروری ہیں کیونکہ وہ صرف ماحول کی حفاظت تک محدود نہیں، بلکہ ایک جامع اخلاقی اور روحانی فریم ورک پیش کرتی ہیں جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو متوازن کرتی ہے۔ جدید دنیا میں ماحولیاتی تحفظ کے لیے جو اقدامات کیے جا رہے ہیں، وہ زیادہ تر معاشی مفادات یا وقتی حل پر مرکوز ہیں، جبکہ اسلام کا نقطہ نظر پائیدار اور انصاف پر مبنی ہے۔ قرآن و سنت میں وسائل کے تحفظ، فضول خرچی سے پرہیز، اور فطرت کے ساتھ ہم آہنگی کے واضح احکامات موجود ہیں۔ مثال کے طور پر، اسلام میں **"میزان"** (توازن) کا تصور ہر چیز میں ضروری قرار دیا گیا ہے، جو آج کے کلائمیٹ چینج کے بحران سے نمٹنے کے لیے ایک بنیادی اصول ہو سکتا ہے۔ مسلم ممالک اگر اپنی ماحولیاتی پالیسیوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں، تو نہ صرف وہ ماحول کو بچانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، بلکہ ایک ایسا معاشرتی نظام بھی تشکیل دے سکتے ہیں جو روحانی، اخلاقی اور مادی اعتبار سے متوازن ہو۔

مسلم حکومتوں، علماء اور عوام الناس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ماحولیاتی تحفظ کو صرف ایک جدید مسئلہ سمجھنے کے بجائے ایک دینی فریضے کے طور پر لیں۔ حکومتوں کو چاہیے کہ وہ صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق نافذ کریں، جیسے کہ جنگلات کی کٹائی پر پابندی، صاف توانائی کے منصوبوں کو فروغ دینا، اور پانی و ہوا کی آلودگی کو کنٹرول کرنا۔ علماء کرام کا فرض ہے کہ وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں عوام کو ماحول کی اہمیت سے آگاہ کریں اور خطبات و درسگاہوں میں اس موضوع پر گفتگو کریں۔ عوام الناس کو چاہیے کہ وہ اپنی روزمرہ زندگی میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے پلاسٹک کے استعمال میں کمی، پانی کے ضیاع سے بچاؤ، اور درخت لگانے جیسے اقدامات کو اپنائیں۔ اجتماعی کوششوں سے ہی ایک ایسا نظام تشکیل دیا جا سکتا ہے جہاں ترقی اور تحفظ دونوں ایک ساتھ ممکن ہوں۔

مستقبل کا وژن ایک ایسے پائیدار اسلامی معاشرے کا ہونا چاہیے جہاں مادی ترقی اور روحانی اقدار میں توازن ہو۔ اسلام کا بنیادی مقصد **"خلافت الأرض"** (زمین کی نیابت) ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو اللہ کی بنائی ہوئی نعمتوں کا محافظ بنایا گیا ہے۔ اگر مسلم امہ اپنے دینی فرائض کو سمجھتے ہوئے ماحولیاتی تحفظ کو اپنی ترجیح بنائے، تو وہ نہ صرف دنیا کے سامنے ایک مثالی ماڈل پیش کر سکتی ہے، بلکہ آخرت میں بھی اللہ کے ہاں سرخرو ہو سکتی ہے۔ ہمیں اپنی نئی نسل کو یہ تعلیم دینی چاہیے کہ ترقی کا مطلب صرف عمارتیں بنانا یا معاشی خوشحالی حاصل کرنا نہیں، بلکہ ایک صاف ستھری، پرسکون اور متوازن زمین کو ورثے میں چھوڑنا بھی ہے۔ ایک پائیدار اسلامی معاشرہ وہی ہوگا جو فطرت کے ساتھ مل کر چلے، اسے تباہ نہ کرے، اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک محفوظ ماحول فراہم کرے۔ یہی ہماری اجتماعی کوششوں کا حتمی مقصد ہونا چاہیے۔

---

[45] إسماعیل، التوعیة البیئیة، صفحہ 112، دار الهدی، 1442 ہجری

[46] عبد المنعم، دور الإعلام، جلد 1، صفحہ 67، مکتبة الإعلام، 1445 ہجری

[47] حسن، التعاون الدولي، صفحہ 203، دار الفکر، 1443 ہجری

[48] أحمد، السیاسات البیئیة، جلد 3، صفحہ 144، دار العالمیة، 1444 ہجری